مجموعۃ الاسرار

مکتوباتِ شریف

تاج العارفین قطب الاقطاب

حضرت شیخ عبدالنبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی سنہ ۱۱۳۶ھ

ناشر

حضرت شیخ عبدالنبی شامی ٹرسٹ

۱۸۶۔شادمان۔۲ ○ لاہور

مجموعۃ الاسرار

مکتوباتِ شریف

تاجُ العارفین قطبُ الاقطاب

حضرت شیخ عبد النبی شامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۱۳۶ھ

ناشر

حضرت شیخ عبد النبی شامی ٹرسٹ

۱۸۶۔ شادمان ۔۲ ○ لاہور

نام کتاب ———— مجموعۃ الاسرار
مصنّف ———— تاج العارفین حضرت شیخ عبد النبی شامی نقشبندیؒ
مترجم ———— پروفیسر مشتاق احمد بھٹی ایم اے
تقریظ ———— سیّد نفیس الحسینی نقشبندی (نفیس رقم)
تعارف ———— صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی
کتابت ———— ذاکر حسین و محمد عاشق ندیم قادری
فوٹو گرافی ———— جتندر کمار بہل کھتری پنجابی باغ
دہلی (بھارت)
ناشر ———— صاحبزادہ حاجی محمّد سلیم شامی نقشبندی
تعداد اشاعت ———— ایک ہزار
تاریخ اشاعت ———— اپریل ۱۹۸۶ء
مطبع ———— قومی پریس، ۵۰، لوئر مال، لاہور
ہدیہ ———— مبلغ یک صد روپیہ
بار

ملنے کے پتے

(۱) صاحبزادہ حاجی محمّد سلیم شامی نقشبندی، مکان نمبر ۳۶، گورو سٹریٹ نمبر ۹، رام نگر، لاہور ۲ پاکستان۔

(۲) صاحبزادہ مجیب الرحمٰن شامی، قومی پبلشرز ۵۰ لوئر مال لاہور۔
فون: ۵۵۰۰۶

(۳) شیخ عبد الرحمٰن شامی، سکیلز مین، صنم بلڈنگ مزنگ چونگی، ۳۷ فیروز پور روڈ، لاہور
فون: ۴۱۴۵۲۰ ۴۱۸۵۸۷ ۴۱۵۴۹۳

"لاہور کی طرف دوآبہ میں سیام چوراسی نام ایک گاؤں میں میاں شیخ عبدالنبیؒ طریقۂ نقشبندیہ میں ایک نومسلم بزرگ رہتے تھے۔ کسی تقریب سے لاہور میں تشریف لائے۔ میں بھی دو بار اُن کی زیارت کے لئے گیا۔ ہمیشہ شغل میں رہتے۔ بڑے ہی کم گو اور مُوثّر تھے، چنانچہ اکثروں کو ان کے فیضِ صحبت سے اثر ہوا۔ ان کی مجلس میں بہت کم گفتگو ہوتی تھی۔ مراقبہ کے سوائے اور کچھ کام ہی نہ تھا۔ مجھ کو خلوت میں ان کی خاص صحبتیں میسّر ہوئیں۔ ذاتِ بحت کی نسبت توجّہ کرتے تھے۔ چنانچہ وہ بے خودی اور بے رنگی کی نسبت غلبہ کرتی تھی۔ اس نسبت اور دیگر شغل اور مراتبِ ذکر کی اجازت فقیر کو دی۔ اس کے بعد کچھ مدت تک وہ نسبت غالب رہی اور اس کے بعد کبھی کبھی غلبہ کرتی رہی۔"

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے بھی حضرت شیخ عبدالنبی شامیؒ کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے جو حضرت شیخ کے علوِ مرتبہ پر دلالت کرتا ہے۔ شاہ صاحبؒ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں:

"اب تھوڑی روش طریقۂ احسنیہ کی جو شیخ آدم بنوریؒ سے منسوب ہے، ذکر کرتا ہوں۔ اس ضمن میں مکتوب شیخ عبدالنبیؒ سیام چوراسی کا جو اس زمانے میں طریقۂ احسنیہ کے مقتدا تھے اور سب اس طریقہ والوں کی، کیا خاص اور کیا عام، اُن کی طرف توجّہ تھی اور اس طریقے کے جمہور اس امر پر متفق ہیں کہ سالکوں کی تربیت میں اس طریقہ کی روش میں ان کا قدم راسخ تھا، ایک عزیز صالح نے مکّہ معظمہ میں ذکر کیا۔ ہم نے اُن کے پاس سے لکھ لیا۔" (الانتباہ ص ۸۴)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے پوری عقیدت وعظمت سے حضرت شیخ عبدالنبی

قدس سرہٗ کا مکمل مکتوب نقل کیا ہے:

قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا

الغرض حضرت شیخ عبدالنبی شامی قدس سرہٗ کے مکتوبات علم و حکمت اور سلوک و معرفت کا انمول خزانہ ہیں۔ صدیوں سے یہ "گنجِ مخفی" نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا آرہا تھا۔ اس دُرِّ مکنون کو منظرِ عام پر لانے کی سعادت کریم کارساز نے حضرت شیخ عبدالنبی قدس سرہٗ ہی کے ایک صُلبی فرزند جناب محمد سلیم شامی کے نام لکھی تھی۔ چنانچہ ان کی سعیِ مشکور سے "مجموعۃ الاسرار" کا واحد نسخہ بالعکس طبع شدہ اہل قلب و نظر کی خدمت میں پہنچ رہا ہے۔ جناب محمد سلیم شامی صاحب نے افادۂ عام کے لئے "مجموعۃ الاسرار" کا ترجمہ کرا کر عوام الناس پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ جس کے لئے وہ تبریک و تحسین کے مستحق ہیں۔ یہ ترجمہ فاضل مکرم جناب پروفیسر مشتاق احمد بھٹی صاحب کی ذہنی کاوش کا عمدہ نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

۲۹، رجب المرجب ۱۴۰۵ھ
بمطابق
۲۱، اپریل ۱۹۸۵ء

احقر نفیس الحسینی
۳/۱۴۷ کریم پارک، لاہور

بخشش کردہ وعظ و نصیحت سے سرفراز فرمائیں۔

فائدہ:۔ مرتبۂ ولایتِ خاص میں نایافت مطلوب ہے، اس لیے توجہ معدوم نہیں، بلکہ گُم ہے۔ یعنی معمولی سے توجہ ہے، لیکن معلوم نہیں ہوتی۔ جانتا ہے کہ معدوم ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کا فضل رہبری کرتا ہے، تو توجہ مفقود یعنی توجۂ خفی پر اطلاع پا لیتا ہے۔ اس وقت سمجھ جاتا ہے کہ ابھی توجہ باقی ہے، اور جب توجہ باقی ہوتی ہے، تو اس کا حصول بھی اللہ کے فضل سے باقی ہوتا ہے۔ ولایتِ انبیا کا آغاز ظہور فرماتا ہے اور توجۂ خفی کو جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے۔ چنانچہ جب ولایتِ اخص (خاص الخاص) میں علمِ لدنی کی تعلیم سے ابھی بہرہ مند نہیں ہوتا، تو علمِ حصولی، خفی ہوتا ہے، اور علمِ حصولی سے کام ناکمل ہوتا ہے، اور ولایتِ انبیا میں علمِ حصولی ہر لحاظ سے ختم ہو جاتا ہے۔ اور حقیقی علمِ حضوری سے شرف یاب ہوتا ہے، اور مجبوراً توجہ معدوم ہو جاتی ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے۔ جسے چاہتا ہے، دیتا ہے۔

میرے عزیز! مفقود و معدوم توجہ کا بیان لکھنا اور کہنا آسان ہے، لیکن اس کی پوشیدہ بصیرت کو اگر اللہ کا فضل بے توجہی کی نسبت بخش دے، تو یہ ایک نادر بات ہے، چنانچہ حضرت پیرِ دستگیر نے فرمایا ہے۔ تنہائی کی متخیلہ بات کو کہنا آسان ہے، لیکن اس تک پہنچنا میرے نزدیک بہت مشکل ہے۔

مکتوب: ۷۹

شیخ عبد الغنیؒ کے نام جو حاجی حرمین الشریفین میاں فیروز شاہؒ کے مخلصین میں سے ہے، لکھا گیا۔

تمام تعریف اللہ کے لیے جو جہانوں کا پالنے والا ہے اور صلوٰۃ و سلام اس کے حبیب پر جو اسی شے کا علم رکھتا ہے، جسے اللہ نے دیا ہے۔ سلام اس

کی آل پر اور صحابہ پر جو امت کے بہترین لوگ ہیں جنہوں نے کشف الغطاء کے ذریعے حق کو پایا۔

میرے مشفق بھائی شیخ عبدالغنیؒ سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ اس حدیث کی تحقیق میں دریافت کیا گیا کہ سرورکائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں "احمد بلا میم" ہوں اور اس کی شرح میں بعض عزیزوں نے فرمایا ہے کہ جب لفظ احمد سے حرف 'م' کو نکال دیا جائے تو لفظ احد رہ جاتا ہے اور میم کا حلقہ حلقۂ عبدیت کو ظاہر کرتا ہے، اور ثبوت فراہم کرتا ہے اور جب آنحضرت کی ذاتِ پاک نے اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرلی اور اضافات ونسبتی سے فارغ ہوگئی تو پھر دُوئی نہ رہی، اس وقت سوائے 'احد' کے اور کچھ باقی نہ رہا۔ عینیت کے قائلوں نے یہی کہا ہے۔ چنانچہ اس معنی میں آنحضرت کو عینیت کے قائلین پر حوالہ کیا ہے متاخرین ہیں، کوئی بزرگی نہیں رہتی۔ اور ہمارے طریقۂ عالیہ کے بزرگوں نے (خدا ان کے اسرار پاک رکھے) نے بھی اس حدیث کے یہی معنی لکھے ہیں۔

میرے عزیز! اس بے سروسامان کو اتنی طاقت کہاں کہ اس قسم کی عبارت میں جو رموز د اشارات پر مبنی ہے، کوئی دخل دے، تاہم میں نے اپنے بزرگوں سے جو کچھ سنا ہے، اور امانت رہ گیا ہے، اسے بیان کرتا ہوں معلوم ہونا چاہیے، کہ حضراتِ انبیاءؑ کی ذات مغلوبیت اور عینیّت کے مرتبے سے ماورا ہے، وہاں صرف صحوِ خالص، عبدیت اور التجا ہے۔ اس لیے جاننا چاہیے کہ اس حدیث کا مطلب صحوِ خالص کے اعتبار سے یہ ہے۔ کہ "میں تمہاری طرح ایک بندہ ہوں۔ فرق صرف اتنا ہے، کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ اپنے فضل سے غیب کا علم مجھ پر وحی کرتا ہے، اس لیے علمِ لدنی کے مخصوص علم کی تعلیم سے میں "احمد بلا میم" ہوں اور میم سے مراد مثل ہے۔ یعنی میں ایسا اللہ کی حمد کرنے والا ہوں، جس کی کوئی مثل نہیں، اور جس کا حمد میں کوئی شریک نہیں، بلکہ جو شخص بھی

اللہ کی حمد کرتا ہے، وہ میری حمد کے کمالات میں سے ایک کمال کا ظہور ہوتا ہے۔ اور میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں۔

حاشیہ: میں احمد بلا میم ہوں یعنی میں اپنی آرزو اور امید سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اس وقت میں حق کے ساتھ ہوں اس لیے حق کے ساتھ باقی ہو گیا ہوں۔ اب جو کچھ میں کہتا ہوں، حق کے فرمان کے مطابق کہتا ہوں۔ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ چنانچہ اللہ کے ساتھ باقی ہوں۔ اس طرح عینیت لازم نہیں آتی۔ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے بھی یہی معنی ہیں۔

مکتوب: ۸۰

فضیلت مآب شیخ عبدالغنیؒ کی خدمت میں بعض سوالات کے جوابات میں۔

اول و آخر سب تعریف اللہ کے لیے ہے۔ سلامتی صرف اس کے لیے ہے جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اس عقیدت مند اور سعادت کیش کی طرف سے جو فقر کی نعمت سے صاحبِ افتخار ہے، دو خطوط یکے بعد دیگرے وصول ہوئے جن میں بعض امور کی کشائش اور دل جمعی کا حصول شامل تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے روز بروز ترقی عطا فرمائے۔ دوسرے کے عروج میں پہلے کا نقصان پورا ہو۔ اور جو کچھ شرافت کے سایہ سے مطلوب ہے، اس کی حقیقت کھل جائے، اور اسے ترقی ملے۔ پہلا واقعہ جس نے دل پر ہجوم کیا ہوا ہے، اور اس کی وجہ سے گناہوں کی عادت پڑ گئی ہے۔ قرآن مجید کی آیت لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ (اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ بخش دے گا) سے کچھ حصہ عطا کیا ہے اور اس آیت کے آخر میں کہ "جو بعد میں ہوں گے امیدوار ہیں"۔ ایک عمدہ واقعہ ہے، اور یہ جو بھیڑ کو آپ کے سامنے چیر پھاڑ کیا گیا ہے، تو اس سے آپ کی مثال حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح ہے۔ وہ شدید تکلیفیں جو آپ کے وجود

والے نفع پاسکیں، اور سوال کرنے والے دوست، کر اس کی جزا عطا ہو

مکتوب : ۱۸

فیضِ عام و خاص کے بیان میں تحریر کیا گیا

پاک ہے وہ ذات، جو دونوں جہانوں پر دو طرح سے فیض کرتی ہے، ایک فیضِ عام اور دوسرا فیضِ خاص۔ فیضِ عام والے لوگ وہ ہیں، جو جلال و جمال کی منزل خصوصیت کے ظہور سے وقتاً فوقتاً فیض یاب ہوتے ہیں، اور اس کے جمال کے انوار کے مظاہر ان کے وجود و ثبوت کے لیے ہیں، لیکن وہ اس قابل نہیں، کہ ان سے شریعت کے پردے اٹھا دیئے جائیں، اور انہیں بخشتے ہوئے وجود عطا کیے جاتے رہیں، یہاں تک کہ وہ مقامِ قرب تک ان ظلماتی اور نورانی حجابات کو اٹھاتے ہوئے پہنچ جائیں، جو حکمتِ بالغہ سے صفتِ جمال کے تقاضے کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ اور ان کے درمیان پڑ گئے تھے۔ شاید رُعبِ جلال اور ذات پاک کی اس پاکیزگی کی وجہ سے وہ کہیں مضمحل نہ ہو جائیں، جو ان پر پڑ رہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ کے نور و ظلمت کے ستر ہزار پردوں میں سے .... تا آخر" اور یہ فیضِ عام کے لوگ ہیں، جو بشری وجود میں موجود ہیں۔ ان کے عروج میں اللہ تعالیٰ کے جلال کی سطوت مانع ہے۔ یہ لوگ برگزیدہ ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں لباسِ بخشش عطا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فیضِ خاص کے ظہور سے اللہ کے رنگِ اخلاق میں رنگے جاتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے خاص جمال کا ظہور ہے۔ جب یہ بات معلوم ہو گئی، تو پھر انبیا، اولیا اور اہلِ جنت پر ایک نگاہ ڈالیں۔ اس لیے کہ انہیں دوسری مرتبہ زندگی دی گئی ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے فرشتے آسمانوں میں اس وقت تک داخل نہیں ہوتے۔ جب تک انہیں دوسری زندگی نہیں دی

جاتی۔ اور بشری وجود اور اس کے کمالات سے وہ ہر طرح خالی ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں اس طرح کا کوئی نشان بھی باقی نہیں رہتا۔ اور وہ اللہ پاک کے اخلاق پیدا کر لیتے ہیں۔ پس اب یہ لوگ اس طرف نہیں لوٹ سکتے، جو ایک حدیث میں اس کلمہ کی صورت میں واقع ہے" یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے اخلاق پیدا کر لیے ہیں"۔

جب یہ ثابت ہو گیا، تو یہ بات بھی ثابت ہو گئی۔ سارا عالم انوارِ جمال کے فیض سے عالمِ وجود میں ہے، اور جلنے سے محفوظ ہے۔ چونکہ جلانا۔ اللہ تعالیٰ کے جلال کے انوار کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے، اور اس کا ظہور حجاب کے اٹھنے کے بعد ہوتا ہے اور وہ لوگ جو مرتبۂ عام میں ہوتے ہیں، ان کا حجاب اٹھایا نہیں جاتا۔ جمال وجلال کے مشترک انوار کا اظہار ان کے اس مرتبہ میں تربیت کے لیے صفتِ جمال کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور تربیتِ جمال اس وقت تک منقطع نہیں ہوتی جب تک وہ انوارِ جلال کے برداشت کرنے کے قابل رہتے ہیں، اور جب وہ برداشت کرنے کے قابل نہیں رہتے، تو پھر انہیں بخشے ہوئے وجود کے ساتھ زندگی نہیں دی جاتی۔ اور نہ ہی انہیں اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگا جاتا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "بے شک اللہ سبحانہٗ دونوں جہانوں سے بے نیاز ہے"۔ یعنی ان لوگوں سے جو وجودِ ذاتیہ سے باہر نہیں آتے، اور اس کی صفات کے ساتھ اپنے آپ کو متصف نہیں کرتے۔ اور جب وہ متصف ہو جاتے ہیں، تو اللہ سبحانہٗ اُن کے حق میں فرماتے ہیں کہ "میں (ایسے بندے کا) کان ہوں، اس کی آنکھ ہوں، اس کا ہاتھ ہوں اور اس کا پاؤں ہوں۔ وہ میرے ساتھ سنتا ہے، میرے ساتھ دیکھتا ہے، میرے ساتھ بولتا ہے اور میرے ساتھ چلتا ہے"۔ اس لیے وہ مردِ کامل ہوتا ہے۔ وہ دو مرتبوں پر فائز ہوتا ہے۔ ایک مرتبۂ مظہریت، جو کہ وجودِ بشریت کی جہت سے ہے، اور دوسرا مرتبہ مظہریت، جو اس کے اخلاق میں رنگے جانے کی وجہ سے ہے۔

مرتبۂ بشریت کی حیثیت سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں، میں بھول جاتا ہوں جس طرح کہ تم بھول جاتے ہو، چنانچہ جب میں بھول جاؤں، تو مجھے یاد کرا دیا کرو"۔ اور اللہ کی صفت سے متصف ہونے کی بدولت آپ نے فرمایا "میں احمد بلا میم ہوں، اور ایک وقت ایسا ہوتا ہے جب اللہ میرے ساتھ ہوتا ہے، اور کوئی مقرب فرشتہ یا کوئی نبی مرسل وہاں نہیں ہوتا"۔

پاک ہے وہ ذات جس کا کوئی شریک نہیں، اور انبیا اور اولیا میں سے کوئی اس ذاتِ مقدس تک نہیں پہنچ سکتا۔ سوائے بخشے ہوئے وجود کے، اور اس کی صفات سے متصف شخص کے۔ پس ایسے شخص کے لیے کوئی خوف نہیں ہوتا کہ اس کی تجلی سے جل جائے۔ ؏ بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

(ترجمہ) اس پر ختم کرتا ہوں کہ داناؤں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

سلام کے بعد مطالعہ فرمائیں۔ اس فقیرِ درماندہ کی اتنی بساط کہاں کہ احادیث کی حقیقت کے بارے میں تحقیق کی جرأت کروں۔ لیکن سوال کا جواب دینے کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا، اس لیے چند باتوں کا دروازہ کھولا۔ اگر کوئی شبہ باقی رہ گیا ہو تو دوبارہ لکھ بھیجیں تاکہ مجھے پتہ چل جائے۔

مکتوب : ۸۹

حضرت خواجہ بزرگؒ کے قول کی تحقیق میں۔

روحِ انسانی، اللہ سبحانہٗ کو غیر سمجھتی تھی، لیکن پہچانتی نہیں تھی کیونکہ پہچان شہود سے پیدا ہوتی ہے اور وجود، شہود کے منافی ہے۔ اس بات کو خواجہ اللہ اُن کے راز کو پاک کرے، صاحب کی مراد بشریت اصلی ہے۔ لیکن عارضی بشریت بشر کے لیے لازمی ہے اور انبیائے کرام سے بھی بشریت الگ نہیں ہوتی ہے